بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

جماعت احمدیہ جرمنی کا ترجمان

ماہنامہ

اخبار احمدیہ

جرمنی

جلد نمبر ۱۵ مدیر:- نعیم احمد نیّر، کتابت و ڈیزائننگ:- ولید ناصر، عاصم شہزاد، رشید الدین

ماہ، امان 1384 ھش، بمطابق مارچ 2005 مسیح موعودؑ نمبر شمارہ نمبر3

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا پاکیزہ بچپن

حضرت اقدس علیہ السلام کا بچپن ملکی ماحول کی بے شمار آلودگیوں کے باوجود معجزانہ طور پر نہایت درجہ پاکیزہ اور مقدس تھا۔ آپ کو کم سنی میں قادیان اور اس کے مضافات کے علاوہ اپنے ننہال ایمہ ضلع ہوشیار پور میں بھی کئی مرتبہ جانے کا اتفاق ہوا۔ مگر آپ جہاں بھی تشریف لے گئے دوسرے تمام بچوں سے ممتاز پائے گئے۔ متانت، سنجیدگی، تنہا پسندی، اور گہرے غور و فکر کی قوت ابتداءؔ ہی سے قدرت نے آپ کو ودیعت کر رکھی تھی اور آپ بچپن ہی سے ایک نرالی دنیا کے فرد نظر آتے تھے۔ موضع بہادر حسین ضلع گورداسپور کے ایک سربرآوردہ شخص کی گواہی ہے کہ ایک مرتبہ آپ اپنے بڑے بھائی مرزا غلام قادر صاحب کے ساتھ ان کے گاؤں آئے تھے یہ گاؤں ان کی جاگیر تھا۔ ’’مرزا غلام قادر صاحب ہمارے ساتھ کھیلتے اور جو کھیلیں ہم کرتے وہ بھی کرتے مگر مرزا غلام احمد صاحبؑ نہ لڑکوں کے ساتھ کھیلتے اور نہ شوخی وغیرہ کی باتیں کرتے بلکہ چپ چاپ بیٹھے رہتے۔‘‘

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایک ہم عمر ہندو کی شہادت ہے کہ ’’میں نے بچپن سے مرزا غلام احمد (علیہ السلام) کو دیکھا ہے میں اور وہ ہم عمر ہیں اور قادیان میرا آنا جانا ہمیشہ رہتا ہے اور اب بھی دیکھتا ہوں جیسی عمدہ عادات اب ہیں ایسی نیک خصلتیں اور عادات پہلے تھیں اب بھی وہی ہیں۔ سچا، امانت دار اور نیک۔ میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ پرمیشور مرزا صاحب کی شکل اختیار کر کے زمین پر اتر آیا ہے اور پرمیشور اپنے جلوے دکھا رہا ہے‘‘۔ حضرت اقدسؑ اپنے عہد طفولیت کے حالات بیان کرتے ہوئے فرماتے تھے کہ ایک دفعہ آپ بچپن میں گاؤں سے باہر ایک کنوئیں پر بیٹھے ہوئے تھے کہ آپ کو کسی چیز کی ضرورت محسوس ہوئی جو گھر سے لانی تھی۔ اس وقت آپ کے پاس ایک شخص بکریاں چرا رہا تھا۔ آپؑ نے اس سے کہا کہ مجھے یہ چیز لا دو۔ اس نے کہا میاں! میری بکریاں کون دیکھے گا؟ آپ نے کہا تم جاؤ میں ان کی حفاظت کروں گا اور چراؤں گا۔ چنانچہ آپ نے اس کی بکریوں کی نگرانی کی اور اس طرح خدا تعالیٰ نے نبیوں کی سنت آپ سے پوری کرا دی۔ اٹھارویں صدی کی ہلاکت آفرینیوں نے دنیا میں الحاد و دہریت اور فسق و فجور کا ایک تند و تیز سیلاب بہا رکھا تھا اور بڑے بڑے متدین خاندان اس کی زد میں آچکے تھے بلکہ خود آپ کے خاندان میں بے دینی کی ایک رو چل نکلی تھی۔ لیکن حضرتؑ کے قلب صافی میں ابتداء ہی سے خدا تعالیٰ کی عبادت اور اس سے محبت کے جذبات موجزن تھے اور دنیا کی کوئی دلکشی اور رنگینی آپکے اس والہانہ عشق میں حائل نہیں ہوسکی

ایک معمر ہندو جاٹ کی (جس نے آپ کو گود میں کھلایا بھی ہے) شہادت ہے کہ: جب سے اس (مراد حضرت مسیح پاک، ناقل) نے ہوش سنبھالا ہے بڑا ہی نیک رہا۔ دینا کے کسی کام میں نہیں لگا۔ بچوں کی طرح کھیل کود میں مشغول نہیں ہوا۔ شرارت، فساد، جھوٹ، گالی کبھی اس میں نہیں۔ ہم اور ہمارے ہم عمر اس کو سست اور سادہ لوح اور بے عقل سمجھا کرتے تھے کہ یہ کس طرح گھر بسائے گا۔ سوائے الگ مکان میں رہنے کے اور کچھ کام ہی نہیں تھا۔ نہ کسی کو مارا نہ آپ مار کھائی، نہ کسی کو برا کہا نہ آپ کو کہلوایا۔ ایک عجیب پاک زندگی تھی مگر ہماری نظروں میں اچھی نہیں تھی۔ نہ کہیں آنا نہ جانا، نہ کسی سے سوائے معمولی بات کے بات کرنا۔ اگر ہم نے کبھی کوئی بات کہی کہ میاں دنیا میں کیا ہو رہا ہے تم بھی ایسے رہو۔ اور کچھ نہیں تو کھیل تماشا کے طور پر ہی باہر آیا کرو تو کچھ نہ کہتے ہنس کے چپ ہو رہتے۔ تم عقل پکڑو کھاؤ کماؤ کچھ تو کیا کرو۔ یہ سن کر خاموش ہو رہتے آپ کے والد مجھے کہتے۔ نمبر دار! غلام احمد کو بلا لاؤ اسے کچھ سمجھا دیں گے۔ میں جاتا بلا لاتا، والد کا حکم سن کر اسی وقت آجاتے اور چپ چاپ بیٹھ جاتے اور نیچی نگاہ رکھتے۔ آپ کے والد فرماتے بیٹا غلام احمد! ہمیں تمہارا بڑا فکر اور اندیشہ رہتا ہے تم کیا کر کے کھاؤ (گے) اس طرح زندگی تم کب تک گزارو گے۔ تم روزگار کرو کب تک دلہن بنے رہو گے۔ خرد و نوش کا فکر چاہئے۔ دیکھو دنیا کماتی کھاتی پیتی ہے کام کاج کرتی ہے۔ تمہارا بیاہ ہوگا بیوی آوے (گی) بالک بچے ہوں گے وہ کھانے پینے پہننے کے لئے طلب کریں گے۔ ان کا تعہد تمہارے ذمہ ہوگا۔ اس حالت میں تو تمہارا بیاہ کرتے ہوئے ڈر لگتا ہے۔ کچھ ہوش کرو، اس غفلت اور اس سادگی کو چھوڑ دو۔ میں کب تک بیٹھا رہوں گا، بڑے بڑے انگریزوں، افسروں، حاکموں سے میری ملاقات ہے وہ ہمارا لحاظ کرتے ہیں۔ میں تم کو چٹھی لکھ دیتا ہوں تم تیار ہو جاؤ یا کہو تو میں خود جا کر سفارش کروں۔ تو مرزا غلام احمدؑ کچھ جواب نہ دیتے۔ وہ بار بار اسی طرح کہتے۔ آخر جواب دیتے تو یہ دیتے کہ ابا بھلا بتاؤ تو سہی کہ جو افسروں کے افسر اور مالک الملک احکم الحاکمین کا ملازم ہو اور اپنے رب العالمین کا فرمانبردار ہو اس کو کسی کی ملازمت کی کیا پروا ہے۔ ویسے میں آپ کے حکم سے بھی باہر نہیں۔ مرزا غلام مرتضیٰ صاحب یہ جواب سن کر خاموش ہو جاتے اور فرماتے اچھا بیٹے جاؤ، اپنا خلوت خانہ سنبھالو۔ جب یہ چلے جاتے تو ہم سے کہتے کہ یہ میرا بیٹا ملاں ہی رہے گا۔ میں اس کے واسطے کوئی مسجد ہی تلاش کر دوں جو دس بیس من دانے ہی کما لیتا مگر میں کیا کروں یہ تو ملاگری کے بھی کام کا نہیں۔ ہمارے بعد یہ کس طرح زندگی بسر کرے گا؟ ہے تو یہ نیک صالح مگر اب زمانہ ایسوں کا نہیں چالاک آدمیوں کا ہے پھر آبدیدہ ہو کر کہتے کہ جو حال پاکیزہ غلام احمدؑ کا ہے وہ ہمارا کہاں ہے۔ یہ شخص زمینی نہیں آسمانی (ہے) یہ آدمی نہیں فرشتہ ہے‘‘۔

حضرت اقدسؑ کو شروع سے نماز کے ساتھ گہرا تعلق اور ایک فطری لگاؤ تھا جو عمر کے آخر تک گویا ایک نشہ کی صورت میں آپؑ کے دل و دماغ پر طاری رہی۔ تحریک احمدیت کے پہلے مورخ حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانیؓ نے آپؑ کے ابتدائی سوانح میں یہ عجیب واقعہ درج کیا ہے کہ جب آپؑ کی عمر نہایت چھوٹی تھی تو اس وقت آپؑ اپنی ہم سن لڑکی سے (جو بعد میں آپؑ سے بیاہی گئی) فرمایا کرتے تھے کہ ’’نامرادے دُعا کر کہ خدا میرے نماز نصیب کرے‘‘۔ یہ (بقیہ صفحہ ۴)

طاہر مسجد کوبلنز میں مذاہب کو تبادلہ خیالات کی دعوت

ہماری مسجد کے دروازے ہر انسان کے لیئے کھلے ہیں ’’صدر جماعت‘‘

مورخہ 30 جنوری 2005ء بروز اتوار ’’مسجد طاہر‘‘ کوبلنز میں تمام مذاہب کے پیروکار شہریوں کو تبادلہ خیالات کی دعوت دی گئی جسے مقامی طریق کے مطابق ’’Tag der offenen tur‘‘ کا نام دیا گیا یعنی دروازے کھلے رکھنے کا دن۔ ’’ہماری مسجد کے دروازے ہر انسان کے لئے کھلے ہیں‘‘ یہ بات مقامی جماعت کے صدر مکرم محمد احسن صاحب نے ’’رائین اخبار‘‘ کو انٹرویو دیتے وقت کہی۔ آج کے دن مہمانوں کے استقبال کے لیئے خاص انتظام تھا اور اُن کے سوالات کے تسلی بخش جوابات دیئے گئے۔ مکرم محمد محمود بابر صاحب نے ایک اخباری نمائندہ کے سوال کے جواب میں بتایا کہ لڑکیاں پیرا کی کر سکتی ہیں۔ اُنہیں ہم یا ہمارا مذہب اس بات سے منع نہیں کرتا، مگر اُن کا لڑکوں کے ساتھ یا موجودگی میں ایسا کرنا پردے کی خلاف ورزی ہے جو بے حیائی کے فروغ میں ممد ہوتا ہے۔ آنے والے یکصد کے قریب مہمانوں نے جن میں اخباری نمائندگان، ڈاکٹرز، اساتذہ اور یونیورسٹی کے طلبا شامل تھے زیادہ تر اسلام میں عورت کا مقام، اسلامی پردہ، دہشت پسندی پر سوالات کئے۔ انہیں اسلام کی موجودہ صورت حال اور جماعت احمدیہ کا تعارف بھی کروایا گیا۔ اس پروگرام کو کامیاب بنانے میں قائد مجلس مکرم آصف تنویر صاحب اور دوسرے احباب جماعت نے بڑی محنت کی، فجزاھم اللہ۔

(رپورٹ: جنرل سیکرٹری جماعت کوبلنز)

بیت النصر کولون میں عید ملن پارٹی کا انعقاد

تاریخ گواہ ہے کہ ہم امن پسند ہیں ’’عبداللہ واگز ہاوزر صاحب‘‘

مؤرخہ 12 فروری 2005 کو بیت النصر کولون میں غیر از جماعت معززین کے ساتھ ایک عید ملن پارٹی کا پروگرام تشکیل دیا گیا جو کہ خدا کے فضل سے نہایت کامیاب رہا، الحمدُ للہ۔ اس پروگرام میں مکرم نیشنل امیر صاحب جرمنی نے بھی بنفس نفیس شرکت فرما کر ہماری حوصلہ افزائی فرمائی۔ کولون کی قریبی جماعتوں سے چالیس سے زائد جرمن اور دیگر قومیتوں کے افراد نے شرکت کی۔ اسی طرح کولون شہر کی انتظامیہ کی دو خواتین نے بھی شرکت کی۔ پروگرام کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ جس کے بعد مکرم ڈاکٹر سید بشارت احمد صاحب ریجنل امیر نارڈرائن نے مہمانوں کو خوش آمدید کہا اور بتایا کہ ہم خوش قسمت ہیں کہ ہمارے نیشنل امیر صاحب بھی اس پروگرام میں شرکت کے لیے خاص طور پر فرینکفرٹ سے تشریف لائے ہیں۔ اس کے بعد مکرم امیر صاحب سے درخواست کی کہ وہ مہمانوں سے خطاب فرمائیں۔ مکرم نیشنل امیر صاحب نے بھی مہمانوں کو خوش آمدید کہا اور فرمایا کہ عید ملن پارٹی کا اہتمام عید کے کافی دنوں بعد کیا گیا ہے جس کی وجہ غالباً کولون شہر کا مشہور کارنوال کا میلہ تھا جو کہ کافی دنوں تک جاری رہتا ہے۔ مکرم امیر صاحب نے اسلام کا تعارف کرواتے ہوئے فرمایا کہ اسلام کی تعلیم اتنی حسین ہے کہ کوئی مسلمان تشدد پرست تو کیا کسی انسان کو معمولی سی گزند بھی نہیں پہنچاتا۔ اس کے بعد آپ نے نہایت خوبصورت اور مؤثر انداز میں جماعت احمدیہ کی حسین تعلیم کا ذکر فرمایا اور بتایا کہ ہم امن کی بات ہی نہیں کرتے بلکہ ہماری تاریخ گواہ ہے کہ ہم امن پسند ہیں اور ہمیشہ اس کی لئے کوشاں رہے ہیں۔ آخر میں مکرم امیر صاحب نے دوبارہ مہمانوں کا شکریہ ادا کیا، مہمانوں نے جماعت کی تعلیمات، جماعت میں شامل مختلف قومیتوں کے افراد کا آپس میں بھائی چارہ اور پروگرام کے دوران نظم و ضبط کو بہت سراہا۔ آخر میں مہمانوں کی خدمت میں نہایت پر تکلف کھانا پیش کیا گیا۔ پاکستانی Dishes کا اہتمام لوکل صدر صاحبہ لجنہ کے تعاون سے مقامی گھروں میں کیا گیا تھا۔ اللہ تعالیٰ تمام کارکنان کو بہترین اور نیک جزا دے اور ہماری خدمت کو قبول کرتے ہوئے اسے پھل لگائے، آمین۔

(رپورٹ: خالد محمود، صدر جماعت Köln Moschee)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے معجزات

(حیدر علی ظفر مبلغ انچارج جرمنی)

یہ موضوع جتنا اہم اور ضروری ہے اس کا بیان کرنا اتنا ہی مشکل ہے۔ کیونکہ معجزہ کا لفظ سنتے ہی بعض لوگ خیال کرتے ہیں کہ دلچسپ شعبدہ بازی کی باتیں ہوں گی۔ وہ معجزہ اور شعبدہ دونوں کو ایک ہی چیز خیال کرتے ہیں۔ حالانکہ یہ خیال بالکل بے بنیاد ہے۔ معجزے اور شعبدے میں بڑا فرق ہے۔ شعبدہ تو ایک قسم کا کھیل ہے جو تماش بین لوگوں کی خواہش کے مطابق ان کا دل بہلانے اور انہیں خوش کرنے کے لئے ہوتا ہے۔ جس کا حقیقت سے دور کا بھی تعلق نہیں ہوتا جبکہ معجزہ وہ خارق عادت امر ہے جو کسی نبی اللہ سے باذن اللہ صادر ہو اور فریق مخالف اس کی نظیر پیش کرنے سے عاجز آجائے۔ قرآن مجید اور حدیث میں معجزہ کی بجائے آیت اور برہان کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔ اس میں حکمت یہ ہے کہ آیت اور برہان ایسے امور ہیں جو خدا تعالیٰ کی طرف نشان نمائی کرتے ہیں۔ خدا تعالیٰ کے انبیاء اور رسول اپنے ساتھ بیّنات لاتے ہیں اور انہیں آیات بھی عطا کی جاتی ہیں تا منصف مزاج سعید الفطرت اور سلیم القلب لوگ ان بیّنات اور آیات کے ذریعہ خدا کے بندوں کی سچائی معلوم کرسکیں۔

معجزات کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آمد سے پہلے قریباً تمام مذاہب کے عقائد و خیالات میں ایسی ایسی باتیں داخل ہوگئی تھیں کہ ان سے دین و ایمان کی غرض و غایت پر ہی پانی پھر جاتا ہے۔ مختلف نبیوں اور ولیوں کی طرف ایسے ایسے معجزات منسوب کر دئے گئے جنکا کوئی ثبوت قرآن مجید حدیث یا تاریخ میں نہیں ملتا اور بعض صورتوں میں استعارہ اور مجاز والے کلام کو حقیقت پر محمول کر کے فرضی معجزوں کا وجود گھڑ لیا گیا تھا مثلاً یہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے قبروں میں سے مردوں کو زندہ کیا جو اپنے گھروں میں جا کر اپنے عزیزوں سے ملے یا مٹی سے مختلف قسم کے طیور یا چمگادڑیں بنائیں اور ان میں پھونک ماری تو وہ اڑ کر دوسرے پرندوں میں جا ملے وغیرہ وغیرہ۔ دوسری طرف کچھ لوگ وہ تھے جو سرے سے معجزات کے قائل ہی نہ تھے اور سلسلہ علل و اسباب سے ہر چیز کو اس طرح وابستہ قرار دیتے تھے کہ ان کے خیال میں ان کے خود تراشیدہ قانون قدرت کا ٹوٹنا اور کسی امر خارق عادت کا رونما ہونا محالات میں سے تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آکر ان دونوں نقطہ ہائے نگاہ کی اصلاح فرمائی اور فرمایا کہ معجزہ برحق ہے بلکہ ایمان کو زندہ اور تروتازہ رکھنے کے لئے ایک ضروری چیز ہے۔ مختصر طور پر معجزات کی حقیقت بیان کرنے کے بعد یہ بیان کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ خدائے قادر و توانا کا یہ ازلی وعدہ ہے لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَ رُسُلِیْ کہ انجام کار اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ہی غلبہ حاصل کریں گے۔ ظاہر ہے کہ یہ غلبہ اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت کے بغیر ممکن نہیں۔ تاریخ انبیاء اس بات کو ثابت کرتی ہے کہ تائید و نصرت الٰہی کا ابر رحمت ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے نبیوں پر سایہ فگن رہتا ہے۔ حضرت نوح علیہ السلام کے دشمن طوفان نوح کا شکار ہوئے اور انکے متبعین کو خدا تعالیٰ نے ایک عظیم کشتی کے ذریعے محفوظ و مامون رکھا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے خلاف نمرود نے زور آزمائی کی اور انہیں آگ میں زندہ جلا کر حق کی آواز کو دبانے کی کوشش کی لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنی تائید و نصرت کا کچھ ایسا کرشمہ دکھایا کہ آگ کے بھڑکتے ہوئے شعلے ہلاکت کی بجائے ٹھنڈک اور سلامتی کا پیغام بن گئے۔ حضرت یوسف علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے موت کے کنویں سے نجات بخشی اور زنان مصر کے ناپاک حملوں سے محفوظ رکھتے ہوئے عزت کے ساتھ صاحب اقتدار بنادیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا مقابلہ فرعون سے ہوا جب اس نے موسیٰ علیہ السلام کو ہلاک کرنے کی نیت سے آپ کا تعاقب کیا تو خدا تعالیٰ نے اسے پانی کی تہہ میں غرق کر کے اپنی ہستی کا ثبوت دیا۔ حضرت یونس علیہ السلام کو خدا تعالیٰ نے اپنی تائید و نصرت کا یہ معجزہ عطا فرمایا کہ مچھلی کے پیٹ سے زندہ و سلامت باہر نکل آئے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے صلیبی موت سے نجات دیکر اپنی تائید و نصرت کا ثبوت دیا۔

> **وہ ڈوئی جس کے لاکھوں مرید تھے جس نے اپنا ایک علیحدہ شہر آباد کرلیا تھا اور جس کی کروڑوں روپے کی آمدنی تھی اس کو خدا نے ذلت و رسوائی اور ناکامی و نامرادی کے گڑھے میں دھکیل دیا۔ اس پر فالج گرا اس کے مرید اس سے جدا ہوگئے اس کے درون پردہ راز افشاء ہوگئے اس کی بیوی اور اس کے بچوں نے اسے چھوڑ دیا اور وہ اس ذلت و مسکنت کے ساتھ حضرت اقدس کی زندگی میں ہلاک ہوا کہ انسان بے اختیار فَاعْتَبِرُوْا یَا اُولِی الْاَبْصَارِ پڑھ اٹھتا ہے۔**

> **اگر اس جلسے میں حضرت مرزا صاحبؑ کا مضمون نہ ہوتا تو اسلامیوں پر غیر مذاہب والوں کے روبرو ذلت و ندامت کا قشقہ لگتا**

ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا بابرکت دور آیا تو خدا تعالیٰ کی تائید و نصرت کے نشان موسلا دھار بارش کی طرح برسنے لگے۔ ہجرت مدینہ کو ہی لے لیجئے کس طرح خدا تعالیٰ نے اپنی تائید و نصرت کے جلوے دکھائے دشمن کی آنکھوں پر پردہ پڑ گیا اور حضرت نبی کریم ﷺ بحفاظت گھر سے روانہ ہوئے۔ دشمن تعاقب کرتا ہوا غار کے دروازہ پر پہنچ گیا پھر بھی پکڑنے پر قادر نہ ہوسکا۔ احد کے میدان کی بات ہو یا غزوہ احزاب کی اجتماعی مقابلہ کی صورت ہو یا انفرادی مقابلے کی ہر موقع پر خدا تعالیٰ کی تائید و نصرت آپ کے ساتھ قدم بہ قدم چلتی دکھائی دیتی ہے۔ مگر سب سے عظیم معجزہ جو نبی کریم ﷺ کو دیا گیا وہ قرآن کریم ہے کیونکہ اس کا یہ دعویٰ ہے کہ اس جیسا کلام بنی نوع انسان بنانے پر قادر نہیں ہونگے۔ حضور پرنور کو جو معجزہ دیا گیا ویسا کبھی کسی نبی کو نہیں دیا گیا یہ ایک زندہ معجزہ ہے جو رہتی دنیا تک زندہ رہے گا۔ چونکہ آنحضرت ﷺ کا سب سے بڑا معجزہ علمی معجزہ ہے اور قرآن کریم کی صورت میں ہے اس لئے امام الزمان حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام کو بھی جو معجزات دئے گئے ان میں کثرت علمی معجزات کی ہے۔

> **دنیا کو چیلنج کیا کہ اگر کوئی شخص ان دلائل کا پانچواں حصہ بھی رد کردے جو آپؑ نے اس کتاب میں لکھے ہیں تو آپؑ اپنی ساری جائیداد جس کی قیمت اس وقت آپؑ نے دس ہزار روپیہ لگائی تھی اسے دیدیں گے**

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خدا کے وجود پر یقین، قرآن کریم کی حقانیت اور محمد رسول اللہ ﷺ کی صداقت پر پہلا علمی معجزہ یہ دکھلایا کہ مشہور عالم کتاب ”براہین احمدیہ“ تصنیف فرمائی اور دنیا کو چیلنج کیا کہ اگر کوئی شخص ان دلائل کا پانچواں حصہ بھی رد کردے جو آپؑ نے اس کتاب میں لکھے ہیں تو آپؑ اپنی ساری جائیداد جس کی قیمت اس وقت آپؑ نے دس ہزار روپیہ لگائی تھی اسے دیدیں گے۔ کتاب مذکورہ کو شائع ہوئے ایک صدی سے زائد عرصہ ہوگیا ہے لیکن کسی کو جری اللہ کا یہ چیلنج قبول کرنے کی ہمت نہیں ہوئی۔

دوسرے علمی معجزے کی تقریب اس طرح پیدا ہوئی کہ 1896 میں ہندوستان کے جملہ مذاہب کے نمائندگان کی ایک کمیٹی نے پانچ اہم سوالات جو مذہب کا مغز ہیں شائع کئے اور تمام مذاہب کو ایک جلسہ میں ان کے جوابات پیش کرنے کی دعوت دی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ان سوالات کے جوابات لکھے اور خدائے علیم و خبیر نے جلسے کے انعقاد سے کئی دن پیشتر حضور کو الہاماً اطلاع دی کہ ”یہ وہ مضمون ہے کہ جو انسانی طاقتوں سے برتر اور خدا کے نشانوں میں سے ایک نشان ہے“ نیز ”یہ وہ مضمون ہے کہ جو سب پر غالب آئے گا“۔ یہ جلسہ 26 تا 29 دسمبر 1896 لاہور میں منعقد ہوا اور ہندوستان کے قریباً تمام مذاہب کے علماء و فضلاء نے اپنے اپنے مضمون پڑھے مگر سب نے بالاتفاق یہ تسلیم کیا اور اس وقت ہندوستان کے قریباً تمام اردو اور انگریزی اخبارات نے اقرار کیا کہ یہ مضمون بالا رہا جیسا کہ اخبار جنرل و گوہر آصفی کلکتہ نے 24 جنوری 1897 کی اشاعت میں یہ اقرار کیا ”اگر اس جلسے میں حضرت مرزا صاحب کا مضمون نہ ہوتا تو اسلامیوں پر غیر مذاہب والوں کے روبرو ذلت و ندامت کا قشقہ لگتا۔ مگر خدا تعالیٰ کے زبردست ہاتھ نے مقدس اسلام کو گرنے سے بچالیا بلکہ اس کو اس مضمون کی بدولت ایسی فتح نصیب فرمائی کہ موافقین تو موافقین مخالفین بھی فطرتی جوش سے کہہ اٹھے کہ یہ مضمون سب پر بالا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آمد کے وقت عیسائیت کو ساری دنیا پر غلبہ حاصل ہوچکا تھا اور اس کے عقائد کی اشاعت اس وسیع پیمانے پر ہو رہی تھی کہ دنیا کا کوئی مذہب اس کا مقابلہ نہ کرسکتا تھا۔ اسی لئے فخر رسل سید الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے آنے والے مسیح کا یہ ایک عظیم الشان کام قرار دیا کہ وہ صلیب کو توڑے گا جیسا کہ بخاری شریف کی حدیث میں ہے جس کا ترجمہ یوں ہے ”مجھے اس ذات کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ تم میں ضرور مسیح ابن مریم نازل ہوگا جو حکم و عدل بن کر تمہارے اختلافات کا فیصلہ کرے گا اور وہ صلیب کو توڑ کر رکھ دے گا اور خنزیر کو قتل کرے گا اور جنگ کو موقوف کردیگا“

اس حدیث میں آنحضرت ﷺ نے مسیح موعود کی ایک عظیم الشان علامت یَکْسِرُ الصَّلِیْبَ بتائی ہے۔ جس سے صاف

حضورؑ کو رؤیا میں دکھایا گیا کہ خدا کے فرشتے پنجاب میں سیاہ پودے لگا رہے ہیں

ثابت ہوتا ہے کہ وہ ایسے زمانے میں آئے گا کہ اس وقت صلیبی مذہب بڑے زور میں ہوگا۔ تبھی تو وہ اس کے مقابلے میں اٹھ کر اس کو توڑے گا۔ اس لحاظ سے یہ عظیم الشان علمی معجزہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتاب ”مسیح ہندوستان میں“ ہے حضورؑ نے خدا سے الہام پا کر یہ بیان فرمایا کہ مسیح ہرگز آسمان پر نہیں گیا بلکہ زمین پر فوت ہوا۔ اسے صلیب پر چڑھایا تو گیا مگر اسکی موت صلیب پر ہرگز واقع نہ ہوئی تھی اور وہ یہود کے ہاتھوں سے ستایا ہوا یہود کے دیگر قبیلوں کی تلاش میں کشمیر پہنچا اور وہاں کامیاب لمبی زندگی گزارنے کے بعد طبعی وفات پا کر محلّہ خانیار میں دفن ہوا جہاں اسکی قبر اب تک موجود ہے۔ اس انکشاف نے کلیسا میں تزلزل ڈال دیا اور مسیح کی ابنیّت کے باطل خیال کو ہمیشہ کے لئے ختم کردینے کا غیر معمولی سامان تیار کردیا۔ ایک سچے مومن کے دل میں سرور کی حد نہیں رہتی جب وہ یہ دیکھتا ہے کہ آج سے چودہ سو سال پہلے حضرت محمد ﷺ نے امت محمدیہ کے مسیح کی آمد کی یہ غرض بیان کی کہ وہ آئیگا اور صلیب کو پاش پاش کردے گا۔ یہ عظیم الشان کارنامہ جو اپنی جملہ تفصیلات کے لحاظ سے ایک حیرت انگیز معجزہ ہے کس طرح ایک ظاہری علوم سے ناآشنا انسان کے ہاتھوں ظاہر ہوا۔

اب میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اقتداری معجزات میں سے ایک معجزہ بیان کرتا ہوں۔ اس معجزہ کی تقریب یہ ہے کہ 1903 میں جان الیگزنڈر ڈوئی نے جو عیسائیت کا بطل عظیم تھا امریکہ میں دعویٰ کیا کہ خدا نے اسے مسیح کے ارہاص کے طور پر اس لئے بھیجا ہے کہ تا صلیب کو دنیا پر غالب کرے اور اسلام کے پرچم کو اپنے پاؤں تلے روندے۔ حضرت مسیح موعودؑ کو جب اس دعویٰ کا علم ہوا تو حضور نے فرمایا کہ ”اگر کارخ عالم کا ایک ہی خدا ہے اور وہی دنیا میں اپنے برگزیدوں اور مرسلوں کو بھیجتا ہے تو یہ ممکن نہیں کہ میں بھی اسی کا بھیجا ہوا ہوں اور ڈوئی صاحب بھی اسی کی طرف سے بالکل متضاد و متخالف مقاصد لے کر اس دنیا میں بھیجے گئے ہوں۔ اگر میں سچا ہوں تو جھوٹا میری زندگی میں ضرور ہلاک ہوگا“ (تتمہ حقیقۃ الوحی حاشیہ ص 71)۔ یہ مباہلہ امریکہ کے بیسیوں خبارات نے شائع کیا اور بعض اخبارات نے بڑے زور سے ڈوئی صاحب کو اس بات پر اکسایا کہ وہ اس کا جواب دیں۔ چنانچہ ڈوئی نے بڑے استکبار کے ساتھ یہ کہا کہ کیا میں ایسے کیڑوں اور مچھروں کے مقابلے میں آؤں جو میرے پاؤں تلے روندے جائیں گے۔ ڈوئی کے اس متکبرانہ دعویٰ پر محمد ﷺ اور اسلام کی سچائی کے لئے خدا کی غیرت اس طرح جوش میں آئی کہ وہ ڈوئی جس کے لاکھوں مرید تھے جس نے اپنا ایک علیحدہ شہر آباد کرلیا تھا اور جس کی کروڑوں روپے کی آمدنی تھی اس کو خدا نے ذلت و رسوائی اور ناکامی و نامرادی کے گڑھے میں دھکیل دیا۔ اس پر فالج گرا اس کے مرید اس سے جدا ہوگئے اس کے درون پردہ راز افشاء ہوگئے اس کی بیوی اور اس کے بچوں نے اسے چھوڑ دیا اور وہ اس ذلت و مسکنت کے ساتھ حضرت اقدس کی زندگی میں ہلاک ہوا کہ انسان بے اختیار فَاعْتَبِرُوْا یَا اُولِی الْاَبْصَارِ پڑھ اٹھتا ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ اس معجزہ کے بارہ میں فرماتے ہیں ”اس سے بڑھ کر اور کیا معجزہ ہوگا چونکہ میرا اصل کام کسر صلیب ہے۔ سو اس کے مرنے سے ایک بڑا حصہ صلیب کا ٹوٹ گیا کیونکہ وہ تمام دنیا سے اول نمبر حامی صلیب تھا۔ میں قسم کھا سکتا ہوں کہ یہ وہی خنزیر تھا۔ جس کے قتل کی آنحضرت ﷺ نے خبر دی تھی کہ مسیح موعود کے ہاتھ پر مارا جائے گا“

(بحوالہ روح العرفان)

اب میں حضورؑ کا ایک اور بے نظیر معجزہ پیش (بقیہ صفحہ ۳ پر)

کرتا ہوں جو خدا کی قدرت نمائی کا معجزات انبیاء کی تاریخ میں نہایت غیر معمولی اور چمکتا ہوا نشان ہے اور وہ نشان طاعون کا نشان ہے۔ قدرت کی جانب سے مامور زمانہ کی صداقت کے ثبوت کے لئے قدرتی جلال کے ہولناک مناظر سامنے آئے ان میں سے ایک 6 فروری 1898ء کو بذریعہ اشتہار پنجاب میں طاعون پھیلنے کی پیشگوئی تھی (حضورؑ کو رؤیا میں دکھایا گیا کہ خدا کے فرشتے پنجاب میں سیاہ پودے لگا رہے ہیں) اسی سال مئی میں قادیان میں جلسہ طاعون منعقد ہوا اور حضورؑ نے جماعت کو خاص نصائح فرمائیں خدائی جلال کے ساتھ ساتھ جمال کی جھلک "اِنِّی اُحَافِظُ کُلَّ مَنْ فِی الدَّارِ" کے الہام کی صورت میں بھی نظر آئی۔ دسمبر 1903ء میں طاعون کے پھیلنے کا عروج تھا۔ جب یہ مرض سارے پنجاب میں پھیلا اور ایک ہولناک صورت اختیار کر گیا تو گورنمنٹ نے اس کے لئے بعض ٹیکے ایجاد کئے۔ اس وقت حضورؑ نے ایک کتاب جس کا نام "کشتی نوح" ہے شائع فرمائی اور اس میں لکھا کہ "حکومت نے خیر خواہی سے اور رفاہ عام کی خاطر ٹیکہ ایجاد کیا ہے لیکن میں اپنے متبعین کو کہتا ہوں کہ وہ ٹیکے کو استعمال نہ کریں کیونکہ خدا نے چاہا ہے کہ اس زمانہ میں انسانوں کے لئے ایک آسمانی رحمت کا نشان دکھائے تو اس نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ تو اور جو شخص تیرے گھر کی چار دیواری کے اندر ہوگا اور وہ جو کامل پیروی اور اطاعت اور سچے تقویٰ سے تجھ میں محو ہو جائے گا وہ سب طاعون سے بچائے جائیں گے" (کشتی نوح ص 5،6)۔ سو خدائے قادر نے ایسا ہی کیا جیسا کہ اس نے وعدہ فرمایا تھا حضرت مسیح موعودؑ نے اپنے متبعین کے لئے اپنے مکانات کو وسیع کر لیا اور باوجودیکہ سارے ملک میں طاعون پھیلی ہوئی تھی لوگ پناہ لینے کے لئے حضور کے مکان میں اترتے۔ یہ باتیں سراسر اسباب کے خلاف اور بیماری کو پھیلانے والی تھیں۔ لیکن حضورؑ کے مکان میں ایک چوہا بھی

میں کہہ سکتا ہوں کہ میری دُعائیں اس قدر قبول ہوئی ہیں کہ کسی کی نہیں ہوئی ہوں گی۔ میں نہیں کہہ سکتا کہ دس ہزار یا دو لاکھ یا کتنی اور بعض نشانات قبولیت کے تو ایسے ہیں کہ ایک عالم ان کو جانتا ہے

طاعون سے نہ مرا۔ اس جگہ یہ بات بھی بیان کرنے کے قابل ہے کہ قادیان ان قصبات میں سے نہ تھا جس میں طاعون مطلقاً وارد ہی نہ ہوئی بلکہ وہاں طاعون پڑی۔ قادیان میں حضور کے مخالفین میں سے زیادہ تر آریہ سماجی تھے اور کچھ حضور کے اپنے خاندان کے افراد تھے جو ملحقہ مکانات میں رہتے تھے۔ پیشگوئی کے مطابق اس قصبہ میں ایسی طاعون نہ آئی جس سے لوگ کتوں کی طرح مرتے لیکن کافی لوگ اس مرض کا شکار ہوئے اور ملحقہ مکانات کے لوگ بھی اسی مرض کا شکار ہو کر فوت ہوئے۔ آریہ سماجیوں نے ایک رسالہ شبھ چنتک نامی حضور کی مخالفت میں نکالا تھا اس رسالے کے مالک اور منتظمین ایک ایک کر کے ہلاک ہوئے۔

پنجاب میں دیگر بے شمار ہلاکتوں کے علاوہ درج ذیل مخالفین طاعون کے کیڑوں کا شکار ہوئے۔ مولوی رسل بابا صاحب امرتسری، چراغدین صاحب جمونی مع ہر دو پسران خود زین العابدین صاحب، مولوی فاضل منشی فاضل، حکیم محمد شفیع صاحب، مولوی عبدالرحمن محی الدین لکھوکے والے، مولوی عبد العزیز صاحب، مولوی عبدالقادر صاحب، مولوی محمد صاحب، مولوی عبداللہ صاحب لدھیانوی، مولوی غلام دستگیر صاحب قصوری، مولوی محمد حسین صاحب ساکن بھیں، مولوی سعد اللہ لدھیانوی، مولوی نور احمد صاحب وغیرہم کے انجام دنیا کے لئے درس عبرت ہیں۔ یہ سب لوگ مخالفت، بدزبانی، سب و شتم اور حضور پر کفر کے فتوے لگانے میں پیش پیش تھے اور خدا کے عذاب کے کیڑوں نے ایک ایک کر کے ان کو چن لیا۔ یہ نشان قدرت کا نہایت ہی روشن نشان ہے۔

ہر زمانے کے معجزات اس زمانے کے حالات اور ضروریات کے مطابق ہوتے ہیں۔ اسلام کو اس وقت قرآن کریم کی دیگر کتابوں پر برتری ثابت کرنے اور اس کے کمالات اور اس کی اکمل شان کے اظہار کی ضرورت تھی۔ اس ضرورت کے مطابق حضرت مسیح موعودؑ کو خدا تعالیٰ نے قرآن کریم کے حقائق و معارف کا ایسا بے نظیر علم عطا فرمایا کہ آپ نے بار بار چیلنج کیا کہ کوئی قرآن کریم کے حقائق و معارف بالمقابل بیان کرے لیکن کسی کو مقابل پر آنے کی جرأت نہ ہوئی۔ اس لحاظ سے یہ تفسیر نویسی کا چیلنج حضورؑ کے علمی معجزات میں سے ایک بہت بڑا علمی معجزہ ہے اور صداقت کے نشانوں میں ایک عظیم الشان نشان۔ کیونکہ معارف قرآن اس شخص کے سوا اور کسی پر نہیں کھل

جب بعض علماء نے حضرت مسیح موعودؑ کے متعلق حقارت آمیز رویہ اختیار کیا اور کہا کہ دعویٰ تو مجدد ہونے کا ہے لیکن عربی کے علم سے بالکل بے بہرہ ہیں تو اس پر آپؑ نے اپنے خدا سے دُعا کی اور مدد طلب فرمائی جس پر آپؑ کو ایک رات میں عربی زبان کے چالیس ہزار مادے سکھائے گئے

سکتے۔ جس کی تطہیر ہو چکی ہو۔ حضورؑ نے بڑے زور دار الفاظ میں چیلنج فرمایا۔

"دیکھو میں صاف کہتا ہوں اور کھول کر کہتا ہوں کہ اس وقت اے مسلمانو تم میں وہ لوگ بھی موجود ہیں جو مفسر اور محدث کہلاتے ہیں اور قرآن کے معارف اور حقائق جاننے کے مدعی ہیں اور بلاغت اور فصاحت کا دم مارتے ہیں اور وہ لوگ بھی موجود ہیں جو فقراء کہلاتے ہیں اور چشتی اور قادری اور نقشبندی اور سہروردی وغیرہ ناموں سے اپنے تئیں موسوم کرتے ہیں۔ اٹھو اور اس وقت ان کو میرے مقابلہ پر لاؤ پس اگر میں اس دعویٰ میں جھوٹا ہوں تو میں اس مقابلہ میں مغلوب ہو جاؤں گا ورنہ غالب آجاؤں گا" (ایام الصلح ص 159) یہ الفاظ ایسے نہ تھے کہ اپنے آپ کو طبقہ علماء میں شمار کرنے والے پیر گردانے والے اور شیخ طریقت خیال کرنے والے انہیں سن کر خاموش بیٹھے رہتے چنانچہ وہ اٹھے اور مخالفت کا طوفان بے تمیزی برپا ہوا اور ان میں سے ہر ایک نے اپنی طاقت اور زور کے مطابق اس مخالفت میں حصہ لیا۔ پیر مہر علی شاہ گولڑوی کو حضور علیہ السلام

قادر مطلق نے اپنے ایک عاجز بندے کی گریہ وزاری کو قبول فرماتے ہوئے دنیا کی نظروں میں لاعلاج مریض کو نئی زندگی عطا فرمائی۔

نے لکھا کہ اگر یہ ناواقف خود یہ کام (کتاب اعجاز المسیح کی مثل لکھنا) نہ کر سکے تو اپنے ساتھ علماء کو بھی بلالے یا عرب کے کچھ ادباء کو بھی بلالے (اعجاز المسیح ص 42) باوجود اس کے پھر بھی علماء اور مشائخ میں سے کوئی نہ آیا کہ مقابلہ کرے گولڑوی اور اس کے ساتھی جھاگ کی طرح بیٹھ گئے اور اس طرح میدان خدا کے مسیح کے ہاتھ میں رہا۔ اس معجزہ کی شان دیکھئے کہ حضرت مسیح موعودؑ نے کبھی کسی استاد یا شیخ سے تفسیر قرآن کریم اور حدیث شریف کا کوئی سبق نہ لیا نہ کسی مفسر یا محدث کی شاگردی اختیار کی پھر بھی آپ قرآن کریم کی تفسیر نہایت فصیح و بلیغ عربی زبان میں پیش کرتے ہیں اور چیلنج کے باوجود تمام مفسر اور محدث کہلانے والے اس کی مثل لانے سے عاجز رہتے ہیں تو بالیقین کہا جا سکتا ہے کہ یہ عظیم معجزہ ہے جو آپ کی سچائی پر مہر ثبت کرتا ہے۔

قرآن مجید کے حقائق و معارف بیان کرنے کے اس ورثے کو خدا تعالیٰ نے حضرت حضرت مسیح موعودؑ کے خلفاء کو بڑی شان سے عطا فرمایا اور یہی نعمت جماعت میں بھی تقسیم فرمائی۔ میں بلا خوف تردید کہہ سکتا ہوں کہ جو بات قرآن کریم کے بیان میں جماعت احمدیہ کو حاصل ہے وہ کسی اور کو حاصل نہیں ان پر قرآن ہر روز نئی شان کے ساتھ اپنا جلوہ کرتا ہے اور وہ ہر روز نئے علوم اور نئے معارف کے شیریں شربت پیتے ہیں اور ایم ٹی اے کے ذریعہ یہ روحانی مائدہ پورے عالم میں تقسیم کیا جا رہا ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ نے جن چار قسم کے نشانات کو بڑے دعوے کے ساتھ متعدد مرتبہ لکھا اور شائع کیا ان میں سے ایک عربی دانی کا نشان ہے۔ جب بعض علماء نے حضرت مسیح موعودؑ کے متعلق حقارت آمیز رویہ اختیار کیا اور کہا کہ دعویٰ تو مجدد ہونے کا ہے لیکن عربی کے علم سے بالکل بے بہرہ ہیں تو اس پر آپؑ نے اپنے خدا سے دُعا کی اور مدد طلب فرمائی جس پر آپؑ کو ایک رات میں عربی زبان کے چالیس ہزار مادے سکھائے گئے (انجام آتھم ص 234) اور آپ نے عربی میں کتابیں لکھنا شروع کیں اور چیلنج کیا کہ آپ کو حقارت کی نگاہ سے دیکھنے والے علماء سامنے آئیں اور ایسی فصیح و بلیغ عربی زبان میں مضمون لکھ کر پیش کریں مگر کوئی مقابل پر آنے کی جرأت نہ کر سکا۔ حضورؑ نے اپنی کتاب اعجاز احمدی میں ایک عربی قصیدہ رقم فرمایا اور چیلنج کیا کہ اگر دوسرا فریق اس کا جواب ایک مدت معینہ کے اندر لکھ کر لائے تو اسے دس ہزار روپیہ انعام دیا جائے گا مگر مدت مقررہ میں کوئی ایسا قصیدہ لکھ کر پیش نہ کر سکا۔

کتاب اعجاز المسیح جو کہ قرآن کریم کے حقائق و معارف سے پر اور نہایت فصیح و بلیغ عربی زبان میں ہے کی اشاعت پر آپ نے مناسب سمجھا کہ یہ کتاب مصری علماء کو بھی بھیجی جائے تا کہ وہ بھی اس معجزے سے استفادہ کر سکیں۔ چنانچہ علامہ رشید رضا مدیر رسالہ المنار کو وہ کتاب بھیجی گئی مگر بجائے اس پر غور کرنے کے اس نے بھی مخالفت سے کام لیا اور اس معجزہ کی ہنسی اڑائی اس پر حضورؑ نے اس کے تکبر کو توڑنے کے لئے ایک کتاب الھدیٰ تحریر فرمائی (الھُدٰی و التبصرة لِمَن یَّریٰ) علامہ رشید رضا تو اب وفات پا گئے ہیں۔ حضور کی کتاب کی اشاعت کے بعد وہ ایک لمبا عرصہ زندہ رہے مگر وہ اس کتاب کا جواب نہ دے سکے۔ حالانکہ حضور نے اس میں لکھا تھا کہ اگر یہ جواب لے آئیں تو میں اپنی تحریر ہی جلا دوں گا۔ پس خدائے علیم کے علم کا یہ شاندار معجزہ ہے کہ اس نے اپنے ایک ظاہری علوم کے لحاظ سے امی بندے کو قرآن کریم کی اتباع میں فصاحت و بلاغت کا عظیم الشان نشان عطا فرمایا۔ ہندوستان میں مولوی محمد حسین ساکن بھیں ضلع جہلم نے اس کا جواب لکھنا چاہا تو حضورؑ کو الہام ہوا مَنَعَہ، مَانِعٌ مِّنَ السَّمَاءِ یعنی اللہ تعالیٰ نے آسمان سے اسے جواب لکھنے سے روک دیا چنانچہ وہ ابھی نوٹ ہی تیار کر رہا تھا کہ ایک ہفتہ کے اندر مر گیا (تفصیل کے لئے دیکھیں نزول المسیح ص 77، 78)۔ یہاں پر یہ وضاحت کر دینا بھی ضروری ہے کہ یہ کرامت یا معجزہ جو حضرت مسیح موعودؑ کو عطا ہوا وہ قرآن کریم کا ظل ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اگر تمام انسان مل کر بھی مسیح موعود کے معجزہ کا جو ظل کی حیثیت رکھتا ہے کوئی مثل نہیں لا سکتے تو قرآن کریم کی جو اصل ہے وہ کیسے کوئی مثل لا سکتے ہیں۔ حضرت مسیح موعودؑ کو دیئے جانے والے نشانات میں سے ایک کثرت سے قبولیت دعا کا نشان ہے آپ نے فرمایا۔ "میں نے عربی تصانیف کے دوران میں تجربہ کر کے دیکھ لیا ہے کہ کس قدر کثرت سے میری دعائیں قبول ہوئی ہیں۔ ایک ایک لفظ پر دُعا کی ہے اور میں رسول اللہ ﷺ کو تو مستثنیٰ کرتا ہوں (کیونکہ ان کی طفیلی اور اقتداء سے تو یہ سب کچھ ملا ہے) اور میں کہہ سکتا ہوں کہ میری دُعائیں اس قدر قبول ہوئی ہیں کہ کسی کی نہیں ہوئی ہوں گی۔ میں نہیں کہہ سکتا کہ دس ہزار یا دو لاکھ یا کتنی اور بعض نشانات قبولیت کے تو ایسے ہیں کہ ایک عالم ان کو جانتا ہے" (الحکم جلد 2 نمبر 28، 29 پرچہ 20 تا 27 ستمبر 1898ء)

اب میں حضرت مسیح موعودؑ کے چند زندگی بخش معجزات بیان کرتا ہوں۔ ایک واقعہ جو کہ نہ صرف وعیدی الہاموں کے دعا سے بدلنے پر دلالت کرتا ہے بلکہ یہ بھی بتاتا ہے کہ خدا تعالیٰ درحقیقت احیائے موتیٰ بھی اپنے مقبولین کی دعا کے نتیجہ میں کیا کرتا ہے اور تقدیر مبرم کو بھی دُعاؤں سے بدلتا ہے اور شفاعت کی اجازت دیتا ہے۔ وہ واقعہ یہ ہے کہ حضرت نواب محمد علی خاں صاحبؓ کے ایک صاحبزادہ عبدالرحیم خاں صاحب ایک دفعہ شدید تپ محرقہ میں مبتلا ہوئے اور کوئی صورت جانبری کی دکھائی نہیں دیتی تھی گویا کہ وہ مردہ کے حکم میں تھے۔ حضرت علامہ نورالدین صاحب جیسے بے نظیر طبیب معالج تھے ان کے خیال میں بھی ظاہر طور پر زندگی کی کوئی امید نہ تھی۔ اس وقت حضور نے بیمار کے لئے دعا کی تو معلوم ہوا کہ تقدیر مبرم کی طرح ہے۔ تب حضور نے جناب الٰہی میں عرض کی کہ یا الٰہی میں اس کے لئے شفاعت کرتا ہوں۔ اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا مَنْ ذَالَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَہٗ اِلَّا بِاِذْنِہٖ تب حضور خاموش ہو گئے۔ بعد اس کے بغیر توقف کے یہ الہام ہوا اِنَّکَ اَنْتَ الْمُجَاز تب حضور نے دُعا کی جو خدا نے قبول فرمائی اور بیمار گویا قبر میں سے نکل کر باہر آ گیا۔ میاں عبدالرحیم خاں صاحب اس قدر لاغر ہو گئے تھے کہ مدت دراز کے بعد اپنے اصلی بدن پر آئے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں موت کی حالت سے نکال کر زندگی عطا کی۔ یقیناً احیاء موتیٰ کے معجزات اس سے آگے نہیں جا سکتے۔ قبروں میں مدفون لوگ اگر واپس آئیں تو ایمان کی کوئی قیمت ہی باقی نہ رہے۔ (حقیقۃ الوحی ص 219)

اعجازی شفاء کا ایک واقعہ تاریخ احمدیت میں اس شان کے ساتھ محفوظ ہے کہ جس کا ذکر پڑھنے اور سننے والوں کو ہر بار ایک نئی لذت عطا کرتا ہے۔ حضرت عبدالکریم صاحبؓ ایک ایسے نوجوان تھے جو دین اسلام کا علم حاصل کرنے کے لئے بہت دور کے علاقے سے قادیان تشریف لائے تھے۔ زمانہ طالبعلمی کے دوران ایک باؤلے کتے کے کاٹنے سے ان میں بھی بیماری کے آثار ظاہر ہونے شروع ہو گئے۔ اس زمانے میں کسولی کے مقام پر ایسے مریضوں کا علاج کیا جاتا تھا اور وہاں کا شفا خانہ ایسے علاج کے لئے پورے ہندوستان میں شہرت رکھتا تھا۔ لیکن جب مریض کی علامات بیان کر کے کسولی تار دی گئی تو ڈاکٹرں کی طرف سے یہ مایوس کن جواب موصول ہوا (بقیہ صفحہ ۴

Vol. 10 Monthly **Akhbar-e-Ahmadiyya** Germany Issue 3

National Shoba Tasneef, Ahmadiyya Muslim Jamaat, Genfer Str. 11, 60437 Frankfurt/M, Tel:069-50688652, Fax:069-50688666, Email: akhbar3@yahoo.com

بقیہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے معجزات

Nothing Can be done for Abdul karim

یعنی اس حالت میں اب علاج کارگر نہیں ہوگا۔ جب یہ کیفیت حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی خدمت میں عرض کی گئی تو حضورؑ نے اپنے غلام کی معجزانہ شفایابی کے لئے نہایت گریہ وزاری سے اپنے رب کے حضور دُعا شروع کردی اور احیائے موتیٰ کا مسیحی اعجاز ایک بار پھر دنیا میں ظاہر ہوا اور قادر مطلق نے اپنے ایک عاجز بندے کی گریہ وزاری کو قبول فرماتے ہوئے دنیا کی نظروں میں لاعلاج مریض کو نئی زندگی عطا فرمائی۔

چار قسم کے نشانات جو حضرت مسیح موعودؑ کو دئے گئے ان میں سے ایک نشان پیشگوئیوں کا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ غیب کی خبر دینا بھی معجزہ ہے پس پیشگوئی بھی معجزہ ہوتی ہے۔ وہ اخبار غیبیہ جو نبی کو دی جاتی ہیں کسی علم یا کسی عقل کے ذریعے دریافت نہیں کی جاسکتیں۔ وہ اللہ تعالیٰ کی دین ہوتی ہے اور اسی کی طرف سے عطا ہوتی ہے۔ اس سے ثابت ہو جاتا ہے کہ خبر دینے والا (نبی) واقعی خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے اور اپنے دعویٰ میں سچا ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔ عٰلِمُ الْغَیْبِ فَلَا یُظْھِرُ عَلٰی غَیْبِہٖۤ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ (سورۃ جن ع 2) یعنی وہ غیب پر کثرت سے اطلاع نہیں دیتا مگر اپنے رسولوں کو۔ پیشگوئیوں کے ضمن میں یہ بتانا بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ خدا تعالیٰ انبیاء کو مبشر اور منذر کر کے بھیجتا ہے اس لئے جو پیشگوئیاں کرتے ہیں ان میں سے بعض تو تبشیری رنگ رکھتی ہیں اور بعض پیشگوئیوں میں انذار اور تخویف کا رنگ بھرا ہوتا ہے۔ تا کہ غافل اور ضدی لوگ ان سے فائدہ اٹھا کر اپنی اصلاح کرلیں اور ایسے اعمال سے باز آجائیں جو خدا تعالیٰ کے غضب کو بھڑکانے کا موجب بن سکتے ہیں۔ اس لئے اگر کسی قوم کو یہ خبر دی جائے کہ اس پر عذاب آنے والا ہے اور وہ قوم توبہ واستغفار سے کام لے تو وہ عذاب ٹل جاتا ہے۔ کیونکہ اصل غرض تو اصلاح تھی جو پوری ہوگئی۔ اس معیار کے تحت جب ہم حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے دعویٰ کو دیکھتے ہیں تو آپ کی سچائی ایسے دن کی طرح نظر آتی ہے جس کا سورج نصف النہار پر ہو۔ آپؑ پر اللہ تعالیٰ نے اس کثرت اور اس تواتر کیساتھ غیب کی خبریں ظاہر کیں کہ رسول کریم ﷺ کے سوا اور کسی نبی کی پیشگوئیوں میں اس کی نظیر نہیں ملتی۔ یہ پیشگوئیاں جو آپ نے کیں بیسیوں اقسام کی تھیں۔ بعض سیاسی امور کے متعلق تھیں بعض مذہبی امور کے متعلق تھیں، بعض اپنی ترقیات کے متعلق تھیں، بعض دشمنوں کی ہلاکت کے متعلق تھیں، بعض آئندہ حالات دنیا کے متعلق تھیں۔ غرض مختلف انواع واقسام کے امور کے متعلق تھیں اب میں وقت کی رعائت سے حضرت مصلح موعودؓ کے الفاظ میں جماعت کی ترقی کے بارہ آپ کی پیشگوئی پیش کرتا ہوں جو پوری ہو کر دوست و دشمن پر حجت ہو رہی ہے۔ اس پیشگوئی کے الفاظ یہ تھے۔

"میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا" میں تیرے خالص اور دلی محبوں کا گروہ بھی بڑھاؤں گا اور ان کے نفوس اور اموال میں برکت دونگا اور ان میں کثرت بخشوں گا یَاْتُوْنَ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ یعنی دنیا کے ہر ملک سے لوگ تیری جماعت میں داخل ہونے کے لئے آئیں گے اِنَّـــا اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَرَ ہم تجھے ہر چیز میں کثرت دینگے جن میں جماعت بھی شامل ہے انگریزی میں بھی آپ کو اس کے متعلق الہام ہوا" I shall give you a large party of Islam" میں تم کو مسلمانوں کی ایک بڑی جماعت دونگا۔ ثُلَّۃٌ مِّنَ الْاَوَّلِیْنَ وَ ثُلَّۃٌ مِّنَ الْاٰخِرِیْنَ پہلوں میں سے بھی ایک بڑی جماعت تم کو دی جائے گی اور پچھلوں میں سے بھی جس کے معنی یہ بھی ہیں کہ پہلے انبیاء کی امتوں میں سے بھی ایک گروہ کثیر تم پر ایمان لائیگا اور مسلمانوں میں سے بھی ایک بڑی جماعت تم پر ایمان لائے گی۔ ان الہامات میں سے بہت سے تو ایسے وقت میں ہوئے اور اسی وقت شائع بھی کردیے گئے جبکہ آپ پر ایک شخص بھی ایمان نہیں لایا تھا اور بعض بعد کو ہوئے جب سلسلہ قائم ہو چکا تھا مگر وہ بھی ایسے وقت میں ہوئے ہیں جبکہ سلسلہ اپنی ابتدائی حالت میں تھا۔ اس وقت آپ کا یہ الہام شائع کر دینا کہ ایک وقت ایسا آئیگا کہ آپ کے ساتھ ایک بڑی جماعت ہو جائے گی اور صرف ہندوستان میں ہی نہیں بلکہ تمام ممالک میں آپکے مرید پھیل جائیں گے اور ہر مذہب کے لوگوں میں سے نکل کر لوگ آپ کے مذہب میں داخل ہوں گے اور ان کو اللہ تعالیٰ بہت بڑھائے گا اور کسی ملک کے لوگ بھی آپ کی تبلیغ سے باہر نہیں رہیں گے کیا یہ ایک معمولی بات ہے۔ کیا انسانی دماغ قیاسات کی بناء پر ایسی بات کہہ سکتا ہے۔ آخر وہی ہوا جو اللہ تعالیٰ نے کہا تھا وہ شخص جو تن تنہا ایک تنگ صحن میں ٹہل ٹہل کر اپنے الہامات لکھ رہا تھا اور تمام دنیا میں اپنی قبولیت کی خبریں دے رہا تھا حالانکہ اس وقت اسے اس کے علاقے کے لوگ بھی نہیں جانتے تھے باوجود سب روکوں کے اللہ تعالیٰ کی نصرت اور تائید سے اٹھا اور ایک بادل کی طرح گرجا اور لوگوں کے دیکھتے دیکھتے حاسدوں اور دشمنوں کے کلیجوں کو چھلنی کرتا ہوا تمام آسمان پر چھا گیا ہندوستان میں وہ برسا، افغانستان میں وہ برسا، عرب میں وہ برسا، مصر میں وہ برسا، سیلون میں وہ برسا، بخارا میں وہ برسا، مشرقی افریقہ میں وہ برسا، جزیرہ ماریشس میں وہ برسا، جنوبی افریقہ میں وہ برسا، مغربی افریقہ کے ممالک نائیجیریا گولڈ کوسٹ سیرالیون میں وہ برسا، آسٹریلیا میں وہ برسا، انگلستان اور جرمنی اور روس کے علاقوں کو اس نے سیراب کیا اور امریکہ میں جا کر اس نے آب پاشی کی۔ آج دنیا کا کوئی براعظم نہیں جس میں مسیح موعودؑ کی جماعت نہیں اور کوئی مذہب نہیں جس میں سے اس نے اپنا حصہ وصول نہیں کیا۔ مسیحی، ہندو، بدھ، پارسی، سکھ، یہودی سب قوموں میں سے اس کے ماننے والے موجود ہیں اور یورپی، امریکی، افریقی اور ایشیا کے باشندے اس پر ایمان لائے ہیں۔ اگر جو کچھ اس نے قبل از وقت بتا دیا تھا اللہ تعالیٰ کا کلام نہ تھا تو وہ کس طرح پورا ہو گیا (دعوۃ الامیر ص 254 تا 256)۔ جماعت احمدیہ کی روز افزوں ترقی حضرت مسیح موعودؑ کا ایک زندہ و تابندہ معجزہ ہے اور جماعت میں سے ہر شخص حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت کا ایک نشان ہے۔ ہر سال خدا تعالیٰ کے فضل اور احسان کے ساتھ تمام عالم میں لاکھوں افراد کا بیعت کر کے سلسلہ عالیہ احمدیہ میں شامل ہونا ان پیشگوئیوں کے پورا ہونے کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ 1957 کے جلسہ سالانہ ربوہ کی بات ہے کہ میاں عطاء اللہ صاحب ایڈووکیٹ نے حضرت مسیح موعودؑ کے معجزات کے عنوان پر تقریر کی۔ حضرت مسیح موعودؑ کے کئی معجزات ونشانات کا ذکر کرنے کے بعد تقریر کے اختتام پر آپ نے فرمایا۔ "ہم دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں سچی قربانی کی توفیق عطا کرے۔ پھر یقیناً ہم یہ معجزہ بھی دیکھیں گے کہ" بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے"

معزز قارئین آپ تو وہ خوش قسمت لوگ ہیں جنہوں نے 1965 میں الحاج سر ایف ایم سنگھاٹے کے وجود میں اس پیشگوئی کو پورا ہوتے دیکھا۔ سر ایف ایم سنگھاٹے 1962 میں احمدی ہوئے اور 1965 میں وہ گیمبیا کے گورنر جنرل بنے تب انہوں نے حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ سے حصول برکت کی خاطر حضرت مسیح موعودؑ کے کپڑے کی درخواست کی اور اس طرح وہ "بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے" کی پیشگوئی کا پہلے مظہر بنے۔ پھر آپ لوگوں نے ڈاکٹر عبدالسلام صاحب اور حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحبؓ کے وجود میں اس پیشگوئی کو پورا ہوتے دیکھا کہ "میرے فرقہ کے لوگ علم اور معرفت میں کمال حاصل کریں گے"

حضرت مسیح موعودؑ کے معجزات ونشانات امور غیبیہ اور قبولیت دُعا کے واقعات ہزاروں نہیں لاکھوں ہیں۔ جیسا کہ آپ حقیقۃ الوحی ص 67 میں فرماتے ہیں "میری تائید میں اس نے وہ نشان ظاہر فرمائے ہیں کہ آج کی تاریخ سے جو 16 جولائی 1906 ہے اگر میں ان کو فرداً فرداً شمار کروں تو میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہہ سکتا ہوں کہ وہ تین لاکھ سے بھی زیادہ ہیں"

حضرت مسیح موعودؑ کو دئے گئے معجزات اور نشانات دراصل آنحضرت ﷺ کے معجزات اور نشانات ہیں حضرت مسیح موعودؑ کو الہام ہوا تھا۔ "کُلُّ بَرَکَۃٍ مِّنْ مُّحَمَّدٍ ﷺ فَتَبَارَکَ مَنْ عَلَّمَ وَ تَعَلَّمَ یعنی ہر ایک برکت جو اسے حاصل ہو رہی ہے وہ محمد ﷺ کے طفیل ہے۔ پس مبارک ہے وہ جس نے سکھایا اور مبارک ہے وہ جس نے سیکھا۔ حضرت مسیح موعودؑ اپنے نشانات ومعجزات کو آنحضرت ﷺ کی طرف منسوب کرتے ہوئے فرماتے ہیں "کسی نبی سے اس قدر معجزات ظاہر نہیں ہوئے جس قدر ہمارے نبی ﷺ سے...... ہمارے نبی ﷺ کے معجزات اب تک ظہور میں آرہے ہیں اور قیامت تک ظاہر ہوتے رہیں گے۔ جو کچھ ہماری تائید میں ظاہر ہوتا ہے دراصل وہ سب آنحضرت ﷺ کے معجزات ہیں" (تتمہ حقیقۃ الوحی ص 35)

یہ خارق عادت معجزات صرف زمانہ ماضی سے ہی تعلق نہیں رکھتے بلکہ ان کا ظہور جس طرح پہلے ہو رہا تھا اسی طرح آج بھی اور آئندہ بھی ہر دور میں ہوتا رہے گا، انشاء اللہ العزیز۔ یہاں پر ممتاز مبلغ اسلام حضرت مولانا نذیر احمد مبشر فاضل کا ایک واقعہ بھی یاد کرنے کے لائق ہے جن دنوں آپ غانا میں تبلیغ اسلام کر رہے تھے ایک نوجوان نے مکہ مکرمہ سے واپس آکر یہ پراپیگنڈا شروع کر دیا کہ احمدی لوگ غلط بیانی سے کام لے رہے ہیں۔ امام مہدی علیہ السلام کا ظہور ابھی نہیں ہوا۔ اس نوجوان سے ملنے کے لئے آپ صراحہ نامی گاؤں پہنچے جہاں اس کا قیام تھا۔ لیکن وہ براہ راست بات چیت پر راضی نہ ہوا۔ مولانا موصوف نے اس گاؤں میں ایک شاندار جلسہ کیا اور علامات ظہور مہدیؑ پر جامع تقریر کی۔ آپ تو جلسہ کر کے واپس آگئے لیکن مخالفین نے قریہ بہ قریہ جلوس نکالنے شروع کر دئے اور اپنی فتح کے روایتی نشان کے طور پر سفید کپڑے سروں پر باندھ کر اور سفید جھنڈے ہاتھوں میں لے کر ان الفاظ میں گانا شروع کر دیا کہ ہماری فتح ہوئی ہے مہدی ابھی نہیں آئے کیونکہ زلزلہ نہیں آیا۔ مہدی ظاہر ہو گیا ہوتا تو زلزلہ ضرور آتا۔ مخالفین کا یہ مطالبہ ایسا تھا جسے کوئی انسان پورا کرنے کی طاقت نہیں رکھتا۔ ہاں زمین وآسمان کا خالق ومالک خدا ہر چیز پر قادر ہے اسی قادر و توانا خدا نے اپنے سچے امام مہدیؑ کی تائید ونصرت کے لئے یہ معجزہ دکھایا کہ چند دنوں کے اندر اندر سارے غانا میں شدید زلزلہ آیا اور وہی لوگ جو پہلے یہ کہتے تھے کہ مہدی ابھی نہیں آئے کیونکہ زلزلہ نہیں آیا اب برملا دو تارے بجا بجا کر اعلان کرنے لگے کہ مسلمانوں کا مہدی آگیا ہے کیونکہ زلزلہ آگیا ہے۔ اللہ اللہ کیا شان دلربائی ہے کہ اپنے فرستادہ کی سچائی ظاہر کرنے کے لئے خدا تعالیٰ نے سرزمین غانا کو ہلا کر رکھ دیا اور اس طرح اپنی قدرت اور جبروت کا زندہ نشان عطا فرمایا جو بہتوں کے لئے ہدایت کا ذریعہ ثابت ہوا۔ اب میں حضرت مسیح موعودؑ کی عظیم الشان خوشخبریوں پر اپنے مضمون کو ختم کرتا ہوں۔ فرمایا "خدا تعالیٰ نے مجھے بار بار خبر دی ہے کہ وہ مجھے بہت عظمت دے گا اور میری محبت دلوں میں بٹھائے گا اور میرے سلسلہ کو تمام زمین میں پھیلائے گا اور سب فرقوں پر میرے فرقہ کو غالب کرے گا اور میرے فرقہ کے لوگ اس قدر علم اور معرفت میں کمال حاصل کریں گے کہ اپنی سچائی کے نور اور اپنے دلائل اور نشانوں کی رو سے سب کا منہ بند کر دیں گے اور ہر ایک قوم اس چشمہ سے پانی پئے گی اور یہ سلسلہ زور سے بڑھے گا اور پھولے گا یہاں تک کہ زمین پر محیط ہو جائے گا بہت سی روکیں پیدا ہوں گی اور ابتلاء آئیں گے مگر خدا سب کو درمیان سے اٹھا دے گا اور اپنے وعدہ کو پورا کرے گا اور خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ میں تجھے برکت پر برکت دوں گا یہاں تک کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔ سو اے سننے والو! ان باتوں کو یاد رکھو اور ان پیش خبریوں کو اپنے صندوقوں میں محفوظ رکھ لو کہ یہ خدا کا کلام ہے جو ایک دن پورا ہوگا" (تجلیات الٰہیہ، روحانی خزائن جلد 20، صفحہ 410.409)

بقیہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا پاکیزہ بچپن

یہ فقرہ بظاہر نہایت مختصر ہے مگر اس سے عشق الٰہی کی ان لہروں کا پتہ چلتا ہے جو مافوق العادت رنگ میں شروع سے آپؑ کے وجود پر نازل ہو رہی تھیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے اپنے انہی فطری رجحانات کا نقشہ کھینچتے ہوئے ایک مقام پر لکھا ہے کہ

اَلْمَسْجِدُ مَکَانِیْ وَ الصَّالِحُوْنَ اِخْوَانِیْ
وَ ذِکْرُ اللّٰہِ مَالِیْ وَ خَلْقُ اللّٰہِ عَیَالِیْ

فرماتے ہیں کہ اوائل ہی سے مسجد میرا مکان، صالحین میرے بھائی، یاد الٰہی میری دولت ہے اور مخلوق خدا میر اعیال اور خاندان ہے۔ حضورؑ کی یہ پاکیزہ فطرت اور خدا نما عادات وخصائل ہی کا نتیجہ تھا کہ جس نے بھی بصیرت کی نگاہ سے دیکھا آپؑ کا والہ وشیدا ہو گیا۔ میاں محمد یاسین صاحب احمدی استاد بلوچستان کی روایت ہے کہ "مجھے مولوی برہان الدین صاحبؓ نے بتایا کہ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام مولوی غلام رسول صاحب قلعہ میاں سنگھ کے پاس گئے اور اس وقت حضورؑ ابھی بچہ ہی تھے۔ اس مجلس میں کچھ باتیں ہو رہی تھیں۔ باتوں باتوں میں مولوی غلام رسول صاحب نے جو ولی اللہ وصاحب کرامات تھے فرمایا کہ اگر اس زمانہ میں کوئی نبی ہوتا تو یہ لڑکا نبوت کے قابل ہے۔ انہوں نے یہ بات حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر محبت سے ہاتھ پھیرتے ہوئے کہی۔ مولوی برہان الدین صاحبؓ کہتے ہیں کہ میں خود اس مجلس میں موجود تھا۔ مکرم مولوی غلام محمد صاحب سکنہ بیگو والا ضلع سیالکوٹ نے بتایا کہ میں نے یہ بات اپنے والد محمد قاسم صاحب سے اسی طرح سنی تھی"

(تاریخ احمدیت جلد 1، صفحہ = 53,51)